Volume 03, Issue 04,
October-December 2025
PP: 22-28
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

امداد الاحکام میں مذکور مقاصد شریعہ اور قواعد فقہیہ کا جائزہ

An Analysis of the Maqāṣid al-Sharīʿah and Qawāʿid Fiqhiyyah Discussed in Imdād al-Aḥkām

***Abdul Aleem*[1], *Dr. Ashfaq Ahmed*[2]**

Article History

Received
04-12-2025

Accepted
25-12-2025

Published
30-12-2025

Abstract & Indexing

WORLD of JOURNALS
Crossref doi
Signatory of DORA
ACADEMIA
Google Scholar
ASIAN Research Index

Abstract

This research article examines the application of Maqāṣid al-Sharīʿah (the Objectives of Islamic Law) and Qawāʿid Fiqhiyyah (Islamic legal maxims) as reflected in the renowned fiqh compendium Imdād al-Aḥkām. The work comprises the juristic verdicts (fatāwā) of two eminent scholars of the Indian subcontinent, Mawlānā Ẓafar Aḥmad ʿUthmānī and Muftī ʿAbd al-Karīm Gumaṯhlawī. Their scholarly contributions represent a rich synthesis of Ḥanafī jurisprudence, Prophetic traditions, reports of the Companions, and foundational principles of Islamic legal theory. The study begins with an overview of Imdād al-Aḥkām, focusing on its compilation, structure, and the juristic methodologies adopted by its authors. It then presents an analytical examination of selected fatāwā in light of the five universally recognized objectives of the Sharīʿah: the protection of religion (ḥifẓ al-dīn), life (ḥifẓ al-nafs), intellect (ḥifẓ al-ʿaql), lineage (ḥifẓ al-nasl), and property (ḥifẓ al-māl). Through representative case studies, the article demonstrates how these objectives are consistently integrated into legal reasoning, ensuring a balance between adherence to textual sources and consideration of social welfare. Moreover, the research highlights the extensive use of major legal maxims—such as al-yaqīn lā yazūlu bi al-shakk (certainty is not removed by doubt)—in resolving complex juristic issues. This methodological reliance reinforces coherence, moderation, and consistency in legal verdicts. The findings reveal that Imdād al-Aḥkām is not merely a compilation of fatāwā but a comprehensive model of principled jurisprudence grounded in maqāṣid-oriented and rule-based reasoning. The study concludes by emphasizing the work's continued relevance for contemporary Islamic legal discourse and recommends further academic research, curricular inclusion, and digital preservation of this significant juristic legacy.

Keywords:

Imdād al-Aḥkām, Maqāṣid al-Sharīʿah, Qawāʿid Fiqhiyyah, Ḥanafī jurisprudence, Fatāwā, Islamic legal theory, Juristic reasoning, Mawlānā Ẓafar Aḥmad ʿUthmānī, Muftī ʿAbd al-Karīm Gumaṯhlawi.

[1]*PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.*
muftiabdulaleem313@gmail.com
[2]*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.*
aahmed@gudgk.edu.pk

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

REVIEWER CREDITS ROAD OPEN ACCESS

ابتدائیہ:

یہ کتاب کل ۲۱۷۱ فتاویٰ پر مشتمل ہے، جن میں ۵۰۱ فتاویٰ حضرت مولانا مفتی عبدالکریم صاحب متھلوی نے اور باقی حضرت مولانا ظفراحمد صاحب عثمانی نے تحریر فرماتے ہیں، سوائے بعض فتاویٰ کے کہ وہ حضرت حکیم الامت کے تحریر فرمودہ ہیں۔

ی کتاب میں فتاویٰ کی تعداد امدادالفتاوی سے ۱۴۷۸ کم ہے، لیکن گمان ہوتا ہے کہ ضخامت امدادالفتاوی کے قریب قریب ہو جائے گی، کیونکہ اس میں دلائل کی تفصیل زیادہ ہے، خصوصاً حضرت مولانا ظفراحمد صاحب عثمانی کے فتاوی میں احادیث کے دلائل نہایت شرح وبسط سے محدثانہ اصول پر بیان کئے گئے ہیں، بعض فتاویٰ تو مستقل رسالوں کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔

حضرت مولانا ظفراحمد صاحب کے فتاوی 8 محرم 1340ھ سے ۱۲ شوال 1358 تک اور مولانا مفتی عبدالکریم صاحب کے فتاویٰ ۱۴ شوال 1343ھ سے 6 صفر 1355ھ تک کی مدت میں لکھے گئے ہیں۔

دونوں بزرگوں کے فتاوی امدادالاحکام ہی کے رجسٹروں میں میں نقل کئے گئے تھے، رجسٹر کے ابتدائی حصے میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب کے فتاویٰ ہوتے تھے، اور آخری حصہ میں دوسری طرف سے مولانا مفتی عبدالکریم صاحب کے فتاویٰ نقل کیے جاتے تھے مولانا مفتی عبدالکریم صاحب کے فتاوی کے بالکل شروع میں رجسٹر کی جلد حضرت حکیم الامت ہی کے قلم سے تتمہ امدادالاحکام از مولوی عبدالکریم تحریر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب موصوف کے ان فتاوی کا نام حضرت حکیم الامت نے تتمہ امدادالاحکام تجویز فرمایا تھا مگر اہل علم کی سہولت کے لئے نے دونوں بزرگوں کے فتاویٰ کو ایک ہی کتاب کی حیثیت سے یکجا مبوب کرایا گیا ہے۔ الگ الگ ترتیب قائم نہیں کی، فتویٰ کے آخر میں لکھنے والے کے نام سے دونوں بزرگوں کے فتاوی میں بآسانی امتیاز کیا جا سکتا ہے، حاصل یہ کہ یہ کتاب اصل اور تتمہ دونوں پر مشتمل ہے اور دونوں کے مجموعہ کا نام "امدادالاحکام" ہی رکھا گیا ہے۔[1]

تعارف مؤلفین:

جیسا کہ ابتدائیہ میں بتایا گیا کہ امدادالاحکام دو مؤلف ہیں

1: مولانا ظفراحمد عثمانی

2: مفتی عبدالکریم گمتھلوی

ذیل میں دونوں مؤلفین کا تعارف پیش کیا جاتا ہے

مولانا ظفراحمد عثمانی:

برصغیر کی علمی و دینی تاریخ میں جن اکابر علماء نے فقہِ اسلامی کو حدیث کے مضبوط دلائل کے ساتھ پیش کیا، ان میں مولانا ظفراحمد عثمانیؒ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ فقہِ حنفی کے ان جلیل القدر محققین میں سے ہیں جنہوں نے نصوصِ شرعیہ، آثارِ صحابہ اور اصولِ فقہ کی روشنی میں فقہی مسائل کو منقح کیا۔ آپ کی مشہور تصانیف میں اعلاء السنن اور امدادالاحکام کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ زیرِ نظر آرٹیکل میں مولانا کے حالاتِ زندگی کا جائزہ خصوصاً کتاب امدادالاحکام کے حوالے سے پیش کیا جا رہا ہے

خاص طور پر حدیث اور فقہ میں آپ کو غیر معمولی مہارت حاصل ہوئی، جس کا اظہار بعد میں آپ کی تصانیف میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ مولانا ظفراحمد عثمانیؒ کا علمی امتیاز یہ ہے کہ وہ فقہی مسئلہ کو حدیث، آثارِ صحابہ اور تابعین سے ثابت کرتے ہیں۔ مخالف آراء کو دلائل کے ساتھ نقل اور جواب دیتے ہیں اصولِ فقہ کو عملی انداز میں استعمال کرتے ہیں یہی تحقیقی اسلوب امدادالاحکام میں پوری قوت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

امدادالاحکام کے مولف مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۱۳ ربیع الاول 1310ھ کو دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی) میں ہوئی، عمر تین سال تھی کہ والدہ صاحبہ کاانتقال ہوگیا، اس لئے آپ کی پرورش دادی صاحبہ نے فرمائی، نسبی تعلق دیوبند کے مشہور عثمانی خاندان سے ہے، مولانا نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ دیوبند کے مشہور حفاظ مدرس کے پاس پڑھنا شروع کیا، جن میں حافظ نامدار صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند اور حافظ غلام رسول صاحب بہ طور خاص قابل ذکر ہیں، آپ نے قرآن شریف بچپن میں حفظ نہ کیا تھا۔4 ۳سال کی عمر میں مولانا حافظ عبداللطیف صاحب سے صرف چھ مہینے کی مدت میں حفظ قرآن کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

نو سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند کے درجہ فارسی وریاضی میں داخل ہوئے، جہاں فارسی کی تمام کتابیں اور میزان الصرف حضرت مولانا محمد یسین صاحب سے اور ریاضی کی تعلیم منشی منظور احمد صاحب سے حاصل کی۔

آپ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃاللہ علیہ کے حقیقی بھانجے تھے، بارہ سال عمر ہوئی، تو درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تھانہ بھون منتقل ہوگئے، جہاں آپ کے ماموں حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف صاحب تھانوی قدس سرہ کی مشہور خانقاہ اُس وقت مرجع خلائق تھی، اسی خانقاہ کے مدرسہ امدادالعلوم میں آپ نے فارسی ادب کی انتہائی کتابیں منشی منظور احمد سے پڑھیں، علم تجوید کی بعض کتابیں، مثنوی کے کچھ حصے اور عربی ادب ونحو وصرف وغیرہ کی کتابیں مولانا محمد عبداللہ صاحب گنگوہی سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی، یہ علمی سفر جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور جاکر مکمل ہوا۔

غیر معمولی استعداد کو دیکھتے ہوئے آپ کو 1329ھ سے مدرسہ مظاہر العلوم ہی میں تدریس کے فرائض سپرد کردیئے گئے، یہاں آپ کی باقاعدہ تدریس کا سلسلہ سات سال جاری رہا، اور مشکواۃ شریف تک کی کتابیں پڑھانے کا موقع ملا، اس کے بعد دو سال تھانہ بھون کے قریب مدرسہ ارشادالعلوم گڑھی پختہ میں دوسری کتابوں کے علاوہ بخاری ومسلم شریف کادرس بھی دیا۔

1339ھ میں دوسرے حج سے واپسی کے بعد مولانا کا مستقل قیام تھانہ بھون کی خانقاہ ومدرسہ امدادالعلوم میں ہوگیا، یہاں حضرت حکیم الامت نے تدریس اور تصنیف وتالیف کے علاوہ فتویٰ نویسی کا شعبہ بھی آپ کے سپرد فرمادیا، مولانا ان تمام شعبوں میں حضرت حکیم الامت کی نگرانی ور رہنمائی میں علمی خدمات انجام دیتے رہے، یہاں آپ نے بیضاوی شریف اور دورہ حدیث کی کتابوں کا درس دیا اور تمام علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں تقریبا اڑھائی سال مدرسہ راندیر یہ رنگون میں علمی تبلیغی اور انتظامی خدمات انجام دیں 1358ھ میں اپ کو ڈھاکہ یونیورسٹی میں پروفیسر دینیات مقرر کیا گیا اور اپ کے سپرد بخاری شریف مسلم شریف کے اسباق سپرد کیے گئے لیکن مولانا کے علمی ذوق کی تسکین کے لیے یہ اسباق کافی نہ ہوئے چنانچہ مولانا نے یونیورسٹی کے مذکورہ اسباق کے علاوہ مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ میں بھی اسباق کا سلسلہ بلامعاوضہ شروع فرمادیا پانچویں حج سے واپسی کے بعد 1954ء میں آپ مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان منتقل ہوگئے اور تاحیات دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار ضلع حیدرآباد سندھ میں بحیثیت شیخ الحدیث قران وسنت اور فقہ وفتویٰ کی خدمت فرماتے رہے۔

فقہ وفتویٰ میں زیر بحث بلند پایہ کتاب امدادالاحکام ہے۔[2]

مفتی عبدالکریم گمتھلوی:

امدادالعلوم کے دوسرے مؤلف حضرت مولانا عبدالکریم گمتھلوی ہیں حضرت مفتی صاحب کا وطن ضلع کرنال کی مشہور تحصیل "گمتھلہ گڈھو" تھا 15 محرم 1315ھ میں آپ کی ولادت ہوئی پانچ سال کی عمر میں آپ کی والدہ کا انتقال ہوا۔آپ کے والد حکیم محمد غوث صاحب دہلی کے مشہور حکیم تھے فارسی ادب کا خاص ذوق رکھتے تھے اور دہلی کے مشہور نقشبندی خاندان کے بیعت کا تعلق تھا۔

قران مجید اور تعلیم و تعلم اپنے قصبہ میں پیر جی محمد اسحاق صاحب سے حاصل کیا پھر سہارن پور کے شہرہ افاق مدرسہ مظاہر العلوم میں داخل ہو کر شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی سرپرستی میں درس نظامی کی باقاعدہ تحصیل شروع کر دی اسی اثنا میں درس نظامی کا کچھ حصہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمت اللہ علیہ کے زیر سایہ خانقاہ تھانہ بھون میں مولانا انوار الحق صاحب امروہی اور سید احمد حسن صاحب سنبھلی سے پڑھنے کا موقع ملا کبھی کبھی حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی سے بھی علمی استفادہ کرتے تھے مدرسہ عبد الرب دہلی میں حضرت مولانا عبد العلی صاحب سے حدیث کی دو مشہور کتابیں مسلم اور ترمذی دوبارہ پڑھیں حضرت مفتی صاحب کو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے حدیث کی مشہور کتابوں سیاح ستہ اور مؤطین کی اور علوم نقلیہ وعقلیہ کی قلمی سند بھی حاصل ہے۔ تحصیل علوم سے فراغت کے بعد حضرت سہارن پوری کے حکم پر موزہ اجراوڑ ضلع میرٹ کے ایک مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوئے اس کے بعد مختلف مدرسوں میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے بعد ازاں تھانہ بھون میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی رہنمائی میں تدریس و تالیف اور تبلیغ وفتوی کی خدمات میں مشغول ہو گئے اور تقریبا 25 سال اس خانقاہ سے تعلق رہا اس 25 سالہ دور میں تقریبا ایک سال آپ نے حیدر آباد سندھ میں بھی تدریسی اور تبلیغی امور انجام دیے حضرت حکیم الامت کو مفتی صاحب پر حد درجہ اعتماد تھا بڑے بڑے اہم کاموں کی انجام دہی پر اپ کو مامور فرماتے اور اپنے علمی تحقیقی اور تبلیغی کاموں میں شریک کرتے کئی بلند پایا تصانیف آپ کا صدقہ جاریہ ہے جو بیشتر حکیم الامت کی رہنمائی اور فرمائش پر لکھی گئی ہیں اور سب کا تعلق فقہ وفتوی سے ہے ان میں اہم تصویر تتمہ امداد الاحکام ہے یہ انہی 150 فتاوی کا مجموعہ ہے جو امداد الاحکام کا جز بن چکا ہے۔[3]

امدادالاحکام میں مذکور مقاصدِ شریعۃ کا جائزہ:

ذیل میں امدادالاحکام کے ان فتاوی کو نظائر کے طور پر نقل کیا جاتا ہے جو مقاصد شریعہ کا لحاظ کر کے مرتب کیے گئے ہیں۔

مقصدِ اوّل : حفظُ الدِّین

حفظ دین کے سلسلے میں امداد الاحکام میں کتاب الایمان کا باب قائم کیا گیا اور اس کے تحت متعدد فتاویٰ تحریر کیے گئے ہیں ان میں سے ایک فتویٰ یہ ہے

تارک صلوۃ کے متعلق اپنے فتوی میں تحریر فرماتے ہیں

"تارک صلاۃ عمدا بشرط کہ وہ نماز سے استہزانہ کرتا ہو حنفیہ میں وہ کافر نہیں بلکہ فاسق ہے جس کی سزا یہ ہے کہ اس کو اتنا مارا جائے کہ بدن سے خون بہنے لگے پھر قید کر دیا جائے حتی کہ مر جاوے یا توبہ کرے اور امام شافعی مالک اور احمد کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے اور حنابلہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ تارے کے صلوۃ امدا کافر ہے مگر یہ ضرور ہے کہ ان سزاؤں کا اختیار عام لوگوں کو نہیں بلکہ امام کے سپرد یہ سب کام ہیں البتہ نابالغ اولاد کو یا غلام کو باپ اور سید بھی سزا دے سکتے ہیں مگر قتل کا اختیار ان کو بھی نہیں عام مسلمانوں کو تارک صلاۃ کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہ کرنا چاہیے ان کے یہاں کھانا وغیرہ بھی نہ کھائیں تاکہ زجر حاصل ہو۔[4]

اس فتوی میں حفظ ایمان کی خاطر نماز چھوڑنے والے کی سزاؤں کا ذکر ہے تاکہ مسلمان نماز کے پابند بنے رہیں اور ان کا ایمان محفوظ رہے

ایک اور فتوی میں احکام شرعیہ سے استہزا سے بچاتے ہوئے رقم طراز ہیں

احکام شریعہ سے استہزا کرنا کفر ہے پس اگر اس شخص نے عالم کے فتوی کو صحیح سمجھ کر استھضا کیا تو مرتد ہو گیا دوبارہ ایمان لاوے اور تجدید نکاح کرے اور اگر عالم کے فتوی پر اعتماد نہیں تو کفر وارتداد نہیں ہوا لیکن تحقیر علم واہل علم کا گناہ ہوا[5]۔

مقصدِ دوم :حفظُ النَّفس

جان کی حفاظت کے سلسلے کے فتاویٰ میں سے اہم فتویٰ یہ ہے۔

"سوال(١٤)ہیضہ اور طاعون اورچیچک کو عربی میں کن الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اوراس میں مبتلا ہونے کے کیا اسباب ہیں

(الجواب)ہیضہ خود عربی لفظ ہے اور طاعون بھی اور چیچک کو عربی میں جدری کہا جاتا ہے ظاہری اور عام اسباب اس میں مبتلا ہونے کے مادی ہوتے ہیں ان اسباب سے بچا جائے کیونکہ حفظ جان مامور من اللہ ہے اور کبھی کسی گناہ پر تنبیہ کرنے کے لئے بطور قہرالٰہی مسلط ہو جاتے ہیں اس کا باطنی اورروحانی علاج صدقہ واستغفار ہے نہ کہ اور سرکشی وطغیانی اور شرک ومعصیت۔واللہ تعالی اعلم"۔[6]

مقصدِ سوم :حفظُ العَقل

حفظ عقل کے سلسلے میں امداد الاحکام میں باب التداوی یعنی علاج معالجہ کے مسائل کا باب قائم کیا گیاہے۔اس باب مذکور فتاویٰ میں سے ایک مسئلہ درج ذیل ہے۔

"سوال(٨٧٥)ایک طریقہ علاج کاعلاج بالکی بھی ہے آنحضرت سے سے اونٹوں کو داغ دینااحادیث سے بھی ثلات ہے معلوم نہیں کہ انسانوں میں مشروع ہے یانہیں؟

(الجواب)احادیث قولیہ اس بارے میں مختلف ہیں بعض میں داغ دینے کی ممانعت وارد ہے اور بعض میں جواز اور فعلی حدیث میں صحیح میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود کبھی ایسا علاج نہیں کیا۔کماصرح بہ الحافظ في فتح الباری اور توفیق بین الروایات یہ ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے اور جواز اپنی اصل پر. کما ذکرہ الامام القسطلانی فی المواھب ولفظہ حاصل الجمع ان الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع بل یدل علی ان ترکہ ارجح من فعلہ ولذا وقع الثناء علی تارکہ واما النھی عنہ فأما علی سبیل الاختیار والتنزیہ واما فیما لا یتعین طریقاً إلی الشفاء مواھب لدنیہ

اس لئے فقہاء حنفیہ نے اس بارے میں یہ اختیار فرمایاہے کہ یہ علاج فی نفسہ جائز ہے مگر بلاضرورت شدید خلاف اولی ہے اور چہرہ پر اس کا عمل کرنامکروہ ہے۔قال فی العالمکیریۃ ص ٣٣٦ ج ۴ کشوری فی الباب الثامن عشر من الکراھیۃ ما نصہ ولا باس بکی الصبیان اذا کان لداء اصابھم وکذا لاباس بکی البھائم للعلامۃ کذافی المحیط للسرخسی ویکرہ الکی فی الوجہ کذافی الفتاوی العتابیۃ انتھی"۔[7]

مقصدِ چہارم :حفظُ النَّسل

نکاح اور طلاق کے مسائل حفظ نسل کے قبیل سے ہیں امداد الاحکام میں اس عنوان پر کثیر تعداد میں فتاویٰ تحریر کیے گئے ہیں چنانچہ ایک فتویٰ میں تحریر فرمایا گیاہے۔

"حفظ نسل کے پیش نظر ایک فتوی یوں دیا گیاہے

سورۃ مسولہ میں لڑکے کانسب اس طلاق دینے والے سے ثابت ہے کیونکہ بغیرلاان کے نصب منتفی نہیں ہوسکتی اور واقعہ مذکورہ میں لعان ہوانہیں بلکہ ان دیار میں بوجہ قاضی نہ ہونے کے لیے ان ہوتاہی نہیں گو حاکم مسلم جوانگریزوں کے مقرر کیے ہوئے ہیں وہ قاضی کے حکم میں ہیں مگر جہاں تک مجھ کو معلوم ہے کہ گورنمنٹ نے حکام کولِعان کا حکم نہیں دیا۔[8]

مقصدِ پنجم :حفظُ المال

مال کی حفاظت بھی مقاصد شریعہ میں سے ہے اسی وجہ سے امداد لاحکام میں حفظ المال کے لیے متعدد فتاویٰ جاری کیے گئے ہیں ان میں سے ایک فتویٰ یہ ہے:

"۔اس میں تفصیل ہے اگر بائع ھندو ہے تو خریدار کو اس سے کٹوتی اور دلالی لینا ہر صورت جائنہ ہے، جبکہ وہ اپنے قاعدہ کے موافق خوشی سے دیتا ہے۔ فانہ یباح لنا فی مال الحربی برضاہ. اور اگر بائع مسلمان ہے اور خریدار اس کہ دست بدست ثمن ادا کر رہا ہے اس صورت میں مسلمان بائع سے بھی کٹوتی اور دلالی کا روپیہ دستور کے موافق لینا جائز ہے اور اس وقت یوں کہیں گے کہ بائع نے قیمت سے کچھ مقدار کم کر دی. والزیادۃ فی الثمن والحط منہ یلحق بالعقد ویجوز اور اگر خریدار دست بدست قیمت نہیں دیتا تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خریدار مجلس عقد میں بائع سے یوں کہدے کہ میں اس مال کی قیمت مثلاً تین روزہ کے بعد ادا کروں گا اور اسی قول کے موافق ادا بھی کر دے اس صورت میں بھی بائے مسلمان ے کوئی اور دلائی لینا جائز ہے اور ہی سمجھا جائیگا کہ بائع نے مجلس عقد ہی میں قیمت کم کر دی تھی، لأن المعروف کالمشروط، اور اگر خریدار نے مجلس عقد میں اپنے ادا کا وقت بیان نہیں کیا بلکہ قیمت طے کر کے چیز لے گیا تو اب قیمت ادا کرنیکے وقت اس کو مسلمان بائع سے کٹوتی اور دلالی لینے کا حق نہیں اور وہ کٹوتی اور دلائی کا روپیہ لینا بھی جائز نہیں کیونکہ اب وہ بازار کے دستور کے موافق کٹوتی وغیرہ لے گا اور اس نازانی دستور میں کٹوتی وغیرہ کی رقم کو اجل کا معاوضہ بنایا گیا ہے کہ اگر تین دن میں تین دیگا تو اتنا کاٹ دینگے، ہفتہ بھر میں دیگا تو اتنا کاٹ دینگے اس میں صراحہ معاوضہ اجل بہ فی الھدایۃ: ولو کانت بہ الف ے اور معاون اجل حرام ہے۔[9]

امدادالاحکام میں مذکور قواعد فقہیہ کا جائزہ:

قواعدِ فقہیہ وہ کلی اصول ہیں جو فقہی جزئیات سے ماخوذ ہوتے ہیں اور بے شمار فروعی مسائل پر یکساں طور پر منطبق ہوتے ہیں۔ فتاویٰ کی ترتیب اگر ان قواعد کی روشنی میں کی جائے تو نہ صرف فقہی استدلال مضبوط ہوتا ہے بلکہ مسائل کی تفہیم اور تطبیق بھی آسان ہو جاتی ہے۔ مولانا ظفر احمد صاحب نے اپنے بہت سے فتاوی میں قواعد فقہ کا اعتبار کیا ہے ذیل میں بطور نمونہ کے ان فتاوی کو درج کیا جاتا ہے جن میں قواعد فقہیہ کا لحاظ کیا گیا ہے ایک فقہی قاعدہ ہے کہ الیقین لایزول بالشک کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔اس قاعدہ کے مطابق مولانا ظفر احمد صاحب بیوی کے حق مہر کو زیر بحث لاتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"اب مسئلہ زیر بحث میں دین مہر کا بذمہ شوہر عائد ہونا یقینی ہے اور ادا کرنا یا معاف کرنا بظاہر مشکوک اس لئے قاعدہ نمبر ا دین مہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوا اور جب تک کوئی شہادت معاف کرنے کی نہ ملے شوہر کی طرف معافی کو بوجہ قاعدہ ۲ اور ۳ منسوب نہیں کیا جاسکتا اور عورت کا اپنی زندگی میں اور ان کے بعد عورت کے ورثے کا مطالبہ نہ کرنا اور تقسیم ترکہ کے وقت مزاحمت نہ کرنا اگرچہ بلا عذر بھی ہو اس کے حق کو دیانتاً ساقط نہیں کرتا کما صرح اہ فی کتاب القسمۃ من العالمگیریہ اگرچہ قضاء اس کا دعوی نہ سنا جائیگا خواہ اس پر کتنی ہی مدت گزر جائے جیسا کہ قاعدہ ۳ سے مفصلا معلوم ہو قواعد مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں دین مہر ثابت فی الذمہ مانا جائے گا ساقط اور معاف سمجھنے کی ضرورت نہیں اور جب دین مہر بذمہ متوفی ثابت ہوا تو وفات کے وقت اس کا تعلق ترکہ متوفی سے ہو گیا اب اگر دین مستغرق ہے یعنی عورت کے مہر سے کم یا برابر ہے تو متوفی کے وارثوں کی ملک میں اس وقت تک منتقل ہی نہ ہو گا جب تک کہ وارث دین مہر کو آپے مال سے ادا نہ کریں اور ان کے تصرفات اگر دواس ترکہ میں کریں شرعاً نافذ نہ ہوں گے اور اگر دین مستغرق نہیں اللہ دین مہر ادا کرنے کے بعد کچھ ترکہ بچتا ہے تو ترکہ قبل ادائے دین وارثوں کی ملک میں منتقل ہو جائے گا بشر طیکہ وہ ادائے دین کے ضامن بنیں بہر دو صورت دین مہر کی ذمہ داری صورت مسئولہ میں وارثوں کے ذمہ عائد ہوئی۔"۔[10]

اسی طرح الاشباہ والنظائر میں مذکور فقہی قاعدہ ہے کہ لو أقرّ بطلاقِ زوجتِہٖ ظانًّا بوقوعِہٖ بإفتاءِ المفتي، فتبین عدمُہٗ لم یقع "یعنی اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق ہونے کا اقرار اس گمان پر کیا کہ مفتی کے فتویٰ کی وجہ سے طلاق واقع ہو چکی ہے، پھر بعد میں یہ واضح ہو جائے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تھی، تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔[11]

اس فقہی قاعدہ کے مطابق ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"الجواب) دل میں خیال کرنے سے طلاق نہیں پڑی اور نہ بطور استفہام واستفتاء اس کے ذکر کرنے سے طلاق پڑی جیسا کہ اول مرتبہ کہا تھا لیکن پھر جو عالم کے فتوے پر اعتماد کر کے لوگوں سے کہا کہ ہم نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا اس سے بھی دیانتاً تو طلاق نہیں پڑی لیکن قضاء پڑ گئی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ معاملہ کسی حاکم کی عدالت میں گیا تو حاکم اس طلاق کے وقوع کا حکم دے گا اور اگر مقدمہ کسی حاکم کی عدالت یا پنچائت وغیرہ میں نہ پڑا تو طلاق نہ سمجھی جائیگی اور دیانتاً تھا اس کو اپنی بیوی سے تعلقات زن وشوہری رکھنا جائز رہے گا۔"۔[12]

سفارشات:

- امدادالاحکام کے جدید تحقیقی اصولوں کے مطابق موضوعاتی تجزیہ کیا جائے تاکہ اس کی فقہی جہتیں مزید واضح ہو سکیں۔
- موجودہ دور کے جدید مسائل (معاشی، سماجی، اور طبّی) کے حل میں مولانا ظفر احمد صاحب کے فقہی منہج سے استفادہ کے امکانات پر مزید تحقیق کی جائے۔
- امدادالاحکام کی آسان اردو تشریح اور خلاصہ تیار کیا جائے تاکہ عام قارئین اور طلبہ بھی استفادہ کر سکیں۔
- جامعات اور دینی مدارس کے نصاب میں امدادالاحکام کو بطور اختیاری مضمون شامل کرنے پر غور کیا جائے۔
- مولانا ظفر احمد صاحب کے فتاویٰ میں موجود اصولی اور اعتدالی طرزِ افتاء کو عصرِ حاضر کے مفتیان کے لیے رہنما اصول کے طور پر اجاگر کیا جائے۔
- امدادالاحکام پر مزید ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کے تحقیقی مقالات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔7
- اس عظیم فقہی ذخیرے کو ڈیجیٹل صورت میں محفوظ کر کے آن لائن تحقیقی پلیٹ فارمز پر دستیاب کیا جائے۔

حوالہ جات:

1: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام (کراچی: مکتبہ دارالعلوم 2009ء) 1:95
2: محمد نعمان، مولانا، اردو فتاویٰ کا تعارف (کراچی: مکتبۃ المتین، 2020)، 420
3: ایضاً 1:91
4: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 1:113
5: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 1:133
6: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 3:224
7: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 2:421
8: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 8:241
9: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 4:264
10: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 1:452
11: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 2:112
12: عثمانی مولانا ظفر احمد، امدادالاحکام، 3:458